رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (اللہ)

ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو نکلتا ہے

فاروق

(اللہ) ایڈیٹر محمد قاسم علی

جلد (۱۰) | نمبر (۴) | ۲۷ اپریل ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳ شوال ۱۳۴۳ھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ (۲) حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا خدا کے فضل سے بصحت و عافیت ہیں۔ (۳) حضرت نواب صاحب قبلہ معہ بیگم صاحبہ بخیریت تمام دہلی سے دارالامان واپس تشریف لے آئے ہیں۔ (۴) حضرت حافظ روشن علی صاحب کا درس قرآن کریم الرمضان ۲۹ رمضان کو بروز جمعہ ختم ہوا آخر میں حضرت امیر المومنین نے مسجد اقصیٰ میں خدام کے ہمراہ لمبی دعا فرمائی۔ (۵) دارالامان میں عید الفطر بروز ہفتہ ۲۵ اپریل ہوئی۔ اور پہلا روزہ جمعہ کا تھا (۶) سید عبدالرزاق شاہ صاحب خلف اصغر ڈاکٹر سید عبداللہ شاہ صاحب دیر دار اصغر سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا نکاح صغیرہ خاتون بنت ایڈیٹر صاحب پونے پانچ بجے سہ پہر حافظ روشن علی صاحب نے بعد نماز جمعہ بحکم حضرت صاحب مسجد اقصیٰ میں پڑھایا۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق شاہ صاحب کے خاندان کو اس شادی کی مبارکباد عرض کرتا ہوا دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکو جانبین کیلئے رحمت و برکت کا ذریعہ بنائے۔

(آمین)

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو

خبرے او میسحا تو کہاں ہے؟

مقدم حمد خلاق جہاں ہے
کہ وہ ہی مالک کون و مکاں ہے

محمدؐ کی ثناء لازم ہے ہم کو
محمدؐ راہنمائے گمرہاں ہے

ثنائے مہدی آخر زماں بھی
ہماری راحت و روح و رواں ہے

ز بن قادیاں رشک فلک ہے
کہ جائے عیسےٰ گردوں مکاں ہے

کریں ہم پیروی فضل عمرؓ کی،
جو بڑھ کر باپ ماں سے مہرباں ہے۔

ہوا ہوں عابد محمود جب سے
مرا مداح ہر پیر و جواں ہے

عزیزو تم ڈرو قہر خدا سے
بھلا انکار اب شایاں کہاں ہے

اسی کی دوستی کا دم بھرو تم
کہ جسکا دوست خلاق جہاں ہے

کرو بیعت کہ پاجاؤ خدا کو
تمہارا نفع اس میں بیگماں ہے۔

بتاؤں کیا کہ ہر دم میرے دلمیں
خیال مہدی آخر زماں ہے۔

نظر آتی نہیں، اب اس کی صورت
خدا جانے کہاں جلوہ کناں ہے۔

ہوا ہے جب سے مجھکو عشق اوسکا
کسی کا شعر یہ ورد زباں ہے

خبرے او میسحا تو کہاں ہے،
ترا بیمار مل نیم جاں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ولادت باسعادت فرزند ارجمند جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب

اسسٹنٹ سرجن گوجرہ

(از خاکسار چراغ الدین اختر گورنمنٹ ہائی سکول فاضلکا)

آگئی فصل بہاراں باد خوش رفتار ہے
جوش فرحت سے عنادل رقص پہ طیار ہیں
صبح دم پیک صبا پیغام لایا یار کا
ہر طرف نغمہ سرا ہیں طوطیاں بزم یار
ہو مبارک میر اسمٰعیل کو فرزند نیک
رنج و غم دل کا خوشی و عیش سے بدلا تمام
دونوں مائیں ہو رہی قربان فضل حق پہ ہیں
آج ام المومنین بھی اس قدر دل شاد ہیں
لیتی ہیں اس کی بلائیں دادی و پھوپھی
شاد سب کو دیکھ کر۔ اختر کا دل ہے شاد ماں
عمر دے اس کو مرے مولا ہزاروں سال کی
خدمت دیں کے شرف سے کر اسے ممتاز تو
ہے یہ تاریخ ولادت سر بدی کا کاٹ کر ۱۳۲۵ھ

وجد میں ہے سبزۂ نو گل۔ گل خنداں ہے آج
بھر لیا گلچین نے اپنا پھول سے داماں ہے آج
ہو مبارک خرمی سے گلفشاں بستاں ہے آج
واہ۔ واہ کیا خشک جنت کلبۂ احزاں ہے آج
آفتاب نو سے روشن آپکا ایواں ہے آج
دوستوں کا راحت و عشرت کا دل فرماں ہے آج
کیونکہ ان کی گود میں اک سرو رخوباں ہے آج
انکے دل سے کلفت و درد و الم پنہاں ہے آج
دل چہ صاحب کا اس مولود سے شاداں ہے آج
آسماں سے رحمت اللہ کی باراں ہے آج
یہ تری جانب سے جاری چشمۂ فیضاں ہے آج
میرے مولا آرزوئے خاطر خنداں ہے آج
اللہ اللہ کیا عجب یہ اختر تاباں ہے آج
۱۹۲۵ء

نوٹ۔ آخری شعر کے آخری مصرع کے بحساب ابجد ۱۳۲۵ عدد نکلتے ہیں اسلئے اس شعر کے پہلے مصرع میں یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ اگر بدی کے سر سے اب کے دو عددوں کو کاٹ دیا جائے۔ تو تاریخ ولادت یعنی ۱۹۲۵ نکل آتی ہے۔ منہ۔

مسودی سے نکاح ایک عورت نے حضرت خلیفۃ اول رضؓ کی خدمت میں لکھا۔ کہ اس عاجزہ کا نکاح عرصہ چھ سال سے ہوا ہے۔ اور اس غریبہ کے خاوند نے آجتک کوئی خبر گیری نہیں کی نہ خرچ و کپڑا وغیرہ کی نہ اپنی خیریت کی خبر دی ہے۔ اور نکاح کے بعد پندرہ یوم گھر رہکر نوکری پر پرہا ملک برہما چلا گیا ہے۔ اور زندہ ہے اور اپنے گھر مال باپ کو سال میں ایک یا دو دفعہ اپنی خیر دیدیتا ہے۔ اور گھر نہیں آتا۔ اسکے والدین ہی بیزار ہیں۔ اور بنایت ناراض ہیں۔ اور عرصہ چھ سال سے آجتک عاجزہ کی طرف کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا۔ اور نہ وہ اس ملک میں آتا ہے۔ اب عاجزہ عرصہ تین سال سے حضرت اقدس کی بیعت میں داخل ہے۔ اور عاجزہ کا خاوند غیر احمدی مخالف ہے۔ اور وہ خود جان کر نہیں آتا ہے۔ اب سب حقیقت سمجھ کر فیصلہ تحریر فرما دیں۔ کہ اس عاجزہ غریبہ کو کیا کرنا چاہیئے۔

جواب حضرت صاحب نے فرمایا۔ میرے نزدیک تم اور جگہ نکاح کر لو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لا تمسکوھن ضرارا۔ اور فرماتا ہے۔ لا تضارروھن۔ ایسے مرد کے ساتھ کیا۔

(نور الدین)

پوسٹماسٹر صاحب قادیان قابل توجہ پوسٹماسٹر جنرل بہادر پنجاب

فاروق کے دوبارہ اجرا کی درخواست پوسٹماسٹر جنرل بہادر پنجاب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ تاکہ رعایتی محصول ڈاک کی منظوری عطا کریں۔ صاحب ممدوح کی طرف سے جواب آیا کہ سرٹیفکیٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کا درخواست کے ساتھ شامل کر کے بھیجو ۸ اپریل کو گورداسپور پہنچکر سرٹیفکیٹ کی درخواست کی جو ۱۲ اپریل کو سرٹیفکیٹ ملا۔ فوراً پوسٹماسٹر جنرل بہادر کو بھیجا گیا۔ اور پرچہ ۱۶ اپریل چھپوا کر تیار رکھا کہ بعد منظوری آنے کے روانہ کر دیا جائیگا۔ پوسٹماسٹر جنرل بہادر نے پہلا پرچہ طلب فرمایا۔ وہ بھی لاہور بھیجدیا۔ آخر ۱۸ اپریل کو لاہور سے منظوری آگئی۔ تو اسی دن ڈاک خانہ میں پرچہ مورخہ ۶ اپریل جس کی منظوری آچکی تھی۔ اور جو برائے ملاحظہ پوسٹماسٹر جنرل بہادر کو بھیجا گیا تھا۔ برائے روانگی بھیجا گیا۔ جسکو جناب سب پوسٹماسٹر صاحب ڈاک خانہ قادیان نے باوجود پوسٹماسٹر جنرل کی منظوری آچکنے کے واپس کر دیا۔ کہ اس پر دو پیسہ کا ٹکٹ لگاؤ۔ ایک پیسہ میں یہ پرچہ نہیں جا سکتا۔

سب پوسٹ ماسٹر صاحب موصوف کا یہ حکم پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر کی منظوری کے بعد بالکل ناواجب تھا۔ لیکن ان کے حکم کی تعمیل کر دی۔ اور دو پیسہ کا ٹکٹ لگا کر دوسرے دن ۱۹ اپریل کو پرچہ ڈاک خانہ میں بھیجا۔ یہ ہماری سمجھ سے باہر تھا۔ کہ باوجود ۶ اپریل کا پرچہ برائے ملاحظہ پوسٹماسٹر جنرل بہادر کی طلبی پر بھیجے جانے کے چکے دیکھنے پر صاحب ممدوح نے منظوری دی۔ پھر کس قاعدہ کے ماتحت سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان نے اس پر ہمارے نقصان کیلئے دو پیسہ کا ٹکٹ لگوایا۔ اگر منظوری آنے سے پیشتر ڈاک خانہ میں پرچہ بھیجا جاتا تو ان کا حق تھا کہ اس پر دو پیسہ کا ٹکٹ لگواتے۔ مگر منظوری آچکنے کے بعد فاروق اخبار پر دو پیسہ کا ٹکٹ لگوانا پوسٹماسٹر جنرل بہادر پنجاب کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے۔ جو ایک ماتحت ملازم کو مناسب نہیں۔ میں انشاء اللہ ڈاک خانہ قادیان کے متعلق مفصل شکایات آئندہ پرچہ میں پوسٹماسٹر جنرل بہادر پنجاب شائع کرونگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۵ء

حدیث قرطاس اور حضرات شیعہ

(۲)

فاروق نمبر ۲ کی گذشتہ اشاعت میں حضرات شیعہ کے اُن چار مطاعن کا جو قلم دوات والے قصہ میں وہ حضرت امیر المومنین عمر خلیفۃ الرسول صلعم پر کرتے ہیں۔ ذکر آچکا ہے۔ اس نمبر میں بتوفیقہ تعالےٰ انپر ذرا تفصیل سے بحث کی جاتی ہے۔ ناظرین خوب توجہ سے اسکو ملاحظہ فرمادیں۔

حضرات شیعہ کا پہلا اعتراض یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں اپنی وفات سے چار یوم پیشتر جو قلم کاغذ مانگا تھا۔ تاکہ آپ ایک ایسا مضمون لکھ دیں۔ تاکہ حضور کی وفات کے بعد امت گمراہی سے بچ رہے۔ ایسے موقعہ پر حضرت عمرؓ نے دوات قلم دینے سے صحابہؓ کو روکدیا۔ جس سے وہ سخت گنہگار بلکہ منکر حکم خدا و رسول ہو گئے۔ کیونکہ عمرؓ نے آنحضرتؐ کے قول اور حکم کو رد کر دیا۔ حالانکہ آنحضرتؐ کا ہر قول وحی الٰہی ہے۔ جیساکہ قرآنمجید میں ارشاد ہے۔ کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ نیز رسول کے حکم کو ماننا فرض تھا

جیساکہ ارشاد خداوندی ہے۔ کہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔ مگر عمرؓ نے اطاعت رسولؐ نہ کی۔ اور قلم دوات نہ دی۔ یہ ہے پہلا اربعہ جو شیعہ اصحاب نے جمایا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ

ہم ہرگز نماز نہ پڑھینگے یہ اعتراض نہ صرف حضرت عمرؓ پر ہی ہو سکتا ہے۔ بلکہ حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ و دیگر اہل بیت رسولؐ حاضرین وقت پر بھی بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے۔

دوم۔ اس سے زیادہ جرأت کے ساتھ حضرت علیؓ نے آنحضرتؐ کے حکم اور قول بارہا رد کر دیئے ہیں۔ بلکہ انکار پہ اصرار اس درجہ کیا ہے۔ کہ باصول امامیہ اونکو اسلام سے بھی خارج قرار دینا پڑتا ہے۔ اسمیں سے چند واقعات بطور اختصار میں پیشکرتا ہوں۔ صحیح بخاری میں بطریق متعددہ روایت آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم ایک رات کو حضرت علیؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اور حضرت امیرؓ سو رہے تھے۔ حضور نے اُنکو جگا کر نہایت تاکید سے تہجد پڑھنے کو کہا۔ اور ارشاد فرمایا۔ قوما فصلیا یہ ارشاد جو باصول امامیہ آنحضرت صلعم نے الاوحی یوحیٰ کے مطابق فرمایا تھا۔ حضرت امیر نے سنکر جواب دیا۔ کہ واللہ لا نصلی الا ما کتب اللہ لنا یعنے خدا کی قسم ہم ہرگز نماز نہ پڑھیں گے۔ لیکن اسیقدر جتنی کہ خدا نے ہمارے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور نیز فرمایا۔ انما انفسنا بید اللہ ہمارے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں اگر نماز تہجد کی توفیق دیتا تو ہم پڑھ لیتے۔ یہ جواب باصواب اسد اللہ الغالب کا سنکر آنحضرتؐ انکے گھر سے چلے آئے۔ اور اپنی رانوں پر ہاتھ مار کر حضور فرماتے تھے وکان الانسان اکثر شیٔ جدلا۔ کہ انسان بڑا جھگڑالو ہے۔ اب حضرات شیعہ ایک طرف تو حضرت عمرؓ کا وہ جواب جو صحبنا کتاب اللہ کہکر دیا گیا ہے رہنے دوسری جانب حضرت علیؓ کا واللہ لا نصلی کہنا دیکھیں۔ پھر وزن کر کے بتائیں کہ کونسا پتھر بھاری ہے؟ حالانکہ ائتونی بقرطاس کا حکم حضرت عمرؓ کو نہ تھا۔ مگر قوما فصلیا کا حکم خاص علیؓ کو تھا۔

صلحنامہ حدیبیہ کی تحریر دوسرا واقعہ صلح حدیبیہ کے وقت کا ہے۔ جو صحیح بخاری میں درج ہے۔ کہ غزوہ حدیبیہ میں جب کفار کے ساتھ صلحنامہ لکھا جانے لگا۔ اور حضرت علیؓ اسکو لکھ رہے تھے۔ تو حضرت علیؓ نے رسول اللہ کا لفظ آنحضرتؐ کے اسم مبارک کے ساتھ لکھ دیا۔ کفار اس لفظ کے لکھنے سے مانع ہوئے اور کہنے لگے۔ کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو آپ کے ساتھ لڑائی و جنگ ہی کیوں کرتے۔ پس اس لقب کو کاٹ دو۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ کو کہا کہ "لفظ رسول اللہ" کو مٹا دو۔ اور بار بار کہا کہ مٹا دو لیکن باوجود آنحضرتؐ کے بار بار ارشاد کے جو باصول امامیہ ان ھو الا وحی یوحیٰ کے ماتحت تھا۔ علیؓ نے حضورؐ کا حکم نہ مانا۔ اور اس لفظ کو نہ کاٹا۔ اور آپ کے حکم کی مخالفت کی تو آخر کار آنحضرتؐ نے صلحنامہ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے لیکر اپنے دست مبارک سے لفظ "رسول اللہ" کو مٹا دیا۔

اب حضرات شیعہ ترازو کے ایک پلڑے میں صحبنا کتاب اللہ کہنے والے کا جواب رکھیں۔ اور دوسرے میں حضرت علیؓ کا صریح انکار از حکم و ارشاد آنحضرت صلعم ڈالکر وزن کر دیکھیں۔ کدھر پلڑا جھکتا ہے۔ اور کس بزرگ نے اطیعوا الرسول کی پرواہ نہ کر کے مخالفت رسول کی؟ یا اُس نے جو اصلی مخاطب قلم دوات والے حکم کا نہ تھا یا اس نے جس کو بار بار ایک حکم دیا جاتا تھا کہ ایسا کرو مگر وہ نہ کرتا تھا؟

باصول شیعہ خود آنحضرتؐ نے خدا کا حکم نہ مانا؟ شیعہ اور سُنی کی روایات متفق قصہ معراج جس میں آنحضرتؐ کو خداوند تعالےٰ نے بلا واسطہ پچاس نمازوں کے پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھ دیکھو اُن میں لکھا ہُوا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قریباً نو دفعہ بہ تحریک و مشورہ حضرت موسےٰ علیہ السلام جو اولوالعزم رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ خدا کے حضور واپس جا جا کر عرض کیا۔ کہ خدایا اسقدر نمازوں کے پڑھنے کی طاقت میری امت میں نہیں ہے۔ اور ہر دفعہ کچھ نہ کچھ تخفیف ہوتی گئی۔ اب حضرات امامیہ بتلائیں کہ یہاں تو بلا واسطہ غیرے ایک حکم خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے دیا تھا۔ اگر مصلحت اور دفع مشقت کے لئے کچھ عرض کرنا ردّ حکم الٰہی اور رد وحی کہلاتا ہے تو آنحضرت صلعم نے (معاذ اللہ) باصول امامیہ آٹھ نو دفعہ خدا کے بلا واسطہ حکم کو ردّ کیا۔ جو جواب شیعہ علماء اس ردّ احکام الٰہی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دینا پسند کرتے ہیں۔ وہی جبنا کتاب اللہ کہنے والے کی طرف سے دیا جا سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ نے بھی انکار کیا پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ کہ بلا واسطہ کسی فرشتہ کے خدا تعالیٰ حضرت موسےٰ کو حکم دیتا ہے۔ اذ نادیٰ ربک موسےٰ ان ائت القوم الظلمین۔ قوم فرعون۔ الا یتقون (پارہ ۱۹ رکوع ۵) کہ اے موسےٰ تو ظالم قوم فرعون کے پاس جا۔ کیا وہ ڈرتے نہیں۔ یہ عطاء رسالت کا حکم موسیٰ علیہ السلام سُنکر خدا کو آگے جواب کیا دیتے ہیں۔ رب انی اخاف ان یکذبون ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ھارون۔

خداوندا مجھے تو ڈر لگتا ہے۔ وہ مجھے جھٹلا دینگے۔ اور میرا دل بھی تنگی کرتا ہے۔ اور میری زبان بھی نہیں چلتی۔ پس یہ رسالت ہارون کو دیدے۔ اب امامیہ حضرات اپنا اصول جو حضرت فاروق اعظم کے لئے ردّ وحی کا ایجاد کر رکھا ہے۔ لیکر خدا اسی معیار پر حضرت موسےٰ کے اس جواب کو کس کر جبنا کتاب اللہ کہنے والے کی طرف سے دیتے ہیں

نہ ہوں۔ بلکہ فارسل الی ھارون عرض کرنے والے کو بے دھڑک کہدیں۔ کہ خدا کے صریح بلا واسطہ اُس حکم کا جو اسکو ان ائت قوم الظلمین کا دیا گیا تھا۔ ردّ کر کے خدا جانے شیعوں کے مذہب کے رو سے کیا سے کیا بن گیا۔

پس یہ خوب یاد رہے کہ پاک بازوں پر طعن کی زبان دراز کرنے والے ہمیشہ اس درجہ تک پہونچتے ہیں۔ کہ پھر نہ خدا انکی زبان سے بچے نہ کوئی فرشتہ اُن سے محفوظ رہے۔ نہ کوئی نبی و رسول سب کو ایک اصول کے ماتحت لانا پڑتا ہے اور آخر ایمان برباد کر بیٹھتے ہیں۔

افغانستان کی حالت {پرکاش انڈین ڈیلی میل} سے ایک روسی پناہ گزین کابل کی زبانی لکھتا ہے۔ کہ ایک روسی پناہ گزین کابل سے یہاں آیا ہے۔ جو افغانستان کی سوشل اور پولیٹیکل حالت کے متعلق یہ دلچسپ بیان دیتا ہے۔ کہ عورتوں کو پردہ سے باہر نہیں رکھا جاتا۔ جو زنانہ سکول کھولے گئے ہیں۔ مذہبی مُلا لوگ اس کے خلاف ہیں۔ لوگوں کی حالت خراب ہے۔ بہت گندے مکانات میں رہتے ہیں۔ کابل میں صرف ایک اخبار سرکاری طور پر چھپتا ہے۔ اس میں بھی لوگوں کی پولیٹیکل ترقی کے متعلق کوئی بات نہیں ہوتی۔ امیر کابل کوشش کرتے ہیں۔ کہ ملک میں موجودہ ترقی کے مطابق تمام سامان مہیا کئے جائیں۔ لیکن مُلا لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ پچھلے دنوں احمدیوں کی جو سنگساری ہوئی تو امیر کابل اسکے خلاف تھا لیکن مذہبی دیوانوں کے سامنے اس کی کوئی پیش نہیں جاتی۔

پرکاش کا اپریل فول {مہاشہ کرشن ایڈیٹر پرکاش نے اپریل کے مہینے میں ایک اپریل فول لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ افغانستان پہلے آریوں کا ملک تھا۔ جنہوں نے بعد میں یہ مذہب اختیار کر لیا۔ ترکستان ایشیا کوچک۔ ایران۔ یونان۔ بلوچستان میں کروڑوں کی تعداد میں آریہ بستے تھے۔ (آریہ سے مراد دیانندی ہیں یا کچھ اور) آج ایک بھی نہیں۔ افغانستان میں ایک ہزار دھرم گورو رہتے تھے۔ اسکو سوائے اپریل فول کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کجا افغانستان یونان و ترکستان اور کہاں دیانندی ویدک دھرم کے پیروکار!

مُسلمان مُفلس کیوں ہیں

معاصر ہمدرد لکھتا ہے۔ جو لوگ مسلمانوں کی تمدنی اصلاح کی غرض سے بنک قائم کرنا۔ اور سودی لین دین کا رواج دینا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ اس کا اصلی سبب کیا ہے؟ سودی لین دین اور بنک سے اگر مالی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو صرف ان لوگوں کو جن کے پاس روپیہ موجود ہے۔ یا جو کاروبار کرتے ہیں۔ جو قوم صرف روپیہ۔ وقت اور قوت کے فضول خرچ کرنے پر ادھار کھائے بیٹھی ہے۔ اسکے لئے یہ تجویزیں کب مفید ہو سکتی ہیں۔ مسلمانوں میں ایسے بہت سے گھرانے تھے۔ جن کے پاس بڑی بڑی جائدادیں اونچی اونچی کوٹھیاں اور ہر قسم کی نقدی اور سامان موجود تھے۔ جیسے دوسروں نے اپنی غفلت فضول خرچی اور عیاشی میں اپنی ساری دولت گنوا دی یہ بھی گنوا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ نئی تمدنی چالوں سے کچھ نئے لوگ روپے والے بن جائیں مگر جب تک ان کی عادتیں نہ بدلیں ان کی زندگی کے طریقے درست ہوں۔ ساری کوششیں بیکار ہونگی۔ اسلئے بہتر ہوگا کہ بنک قائم کرنے سے پہلے مسلمانوں کی عادتوں کی اصلاح کرنے پر توجہ کیجائے۔ یعنی ان کو محنت کرنے مزدوری۔ کاریگری۔ تجارت سے روپیہ پیدا کرنے اور پھر سادہ زندگی بسر کرنے اور اس روپیہ کو کفایت سے خرچ کرنے کی رغبت دلائی جائے۔

فاروق۔ لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمان جب تک خدا کے زندہ حضرت مسیح موعود کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدک دھرم عالمگیر مذہب نہیں

(۲)

آریہ سماج کی عملی اور اخلاقی حالت

گذشتہ نمبر میں ہمنے آریہ سماج کے مشہور لیڈروں اور ایڈیٹروں کی شہادت سے یہہ ثابت کیا تھا۔ کہ آریوں میں ۹۹ فیصدی ایسے ہیں۔ جنکو ویدوں اور ویدانتی لٹریچر سے بالکل واقفیت نہیں۔ اور اس نمبر میں ہم حسب وعدہ انکی عملی اور اخلاقی حالت کی تصویر پیش کرتے ہیں۔ کیونکہ مذہب کبھی زبانی لاف وگزاف کا نام نہیں۔ نیکی اور صداقت محض لفظوں سے موثر نہیں ہوا کرتی۔ لسانی دعوے تو ایک بھنگڑ بھی بھنگ کا پیالہ چڑھا کر کر دیتا ہے۔ کہ جو میرے بھنگ کے پیالہ کو پی جائے وہ سیدھا سورگ کو چلا جائے۔ مگر کبھی کسی نے بھنگی کے اس دعوے کی تردید کر دکھائی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! مذہب نام ہے صراط مستقیم کا۔ اور صراط مستقیم وہ راستہ ہے۔ جسپر چلکر انسان خدا تک پہنچ جاتا۔ اور نجات ابدی حاصل کر لیتا ہے۔ اور اپنی اسحالت کا وہ مشاہدہ اپنے عمل و قال۔ یعنے عمل سے کرا دیتا ہے۔ نہ کہ صرف زبان سے سچ فرمایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ؎

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
لاف ایماں خود چہ چیز و نور ایماں را بیار

یعنے اے ایمان اور صداقت کے مدعی جو کچھ تو اپنی ایمانداری کا دعوے کرتا ہے۔ اسکو اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھلا۔ ورنہ زبانی ایمان اور صداقت کی لاف زنی کچھ چیز نہیں۔ جب تک تیری حالت سے اسکا نور ظاہر نہ ہو۔ پس جو مذہب اثبات کا مدعی ہے۔ کہ مجھ پر ایمان لانے اور عمل کرنے سے خدا ملتا اور نجات (مکتی) حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کو اسکا ثبوت اپنے ماننے والوں کے اعمال سے دینا چاہیئے۔ تاکہ لوگ ان کا نمونہ دیکھ کر خود بخود اس مذہب کی طرف مائل ہوتے جائیں۔ جیسا کہ مثل مشہور ہے۔ کہ ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

یعنے مشک (کستوری) وہ ہے جو اپنی خوشبو سے دماغوں کو معطر کر دے۔ نہ کہ مشک فروش اس کی خوشبو کا اپنی زبان سے دعوے کرے۔ اس قاعدہ مسلمہ کے بعد اب ہمنے یہ دیکھنا ہے۔ کہ آیا ویدک دھرم یا ویدانتی پنتھ واقعی صداقت کا سرچشمہ اور خدا دانی اور خدا رسی کا ذریعہ ہے؟ اگر واقعی وہ ایسا ہے تو اس کے پیروکار جو اسکو گود میں لئے پھرتے ہیں۔ اسکا ثبوت اپنے عمل سے دیتے ہیں۔ یا صرف زبان سے؟ اگر ان کے اعمال اور ان کی زندگی دراصل پاکیزگی سے لبریز اور خدا ترسی اور شفقت علی خلق اللہ کا پورا نمونہ دکھاتی ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ جس درخت کے یہ پھل ہیں۔ وہ درخت درحقیقت میٹھے اور شیرین پھل دیتا۔ اور اسکے سایہ کے نیچے ہر ذی روح آرام پاتا ہے۔ اور اگر اسکے برعکس یہ ظاہر ہو۔ کہ ان کی عملی زندگی قابل نفرت اور زبانی دعوے کے سراسر خلاف تری ضلالت اور گمراہی کی ہے۔ تو ثابت ہو جائے گا۔ کہ وہ درخت بھی ایسا ہی بدثمر ہے۔ جیسا کہ بید بے ثمر ہوتا ہے۔ کیونکہ

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

اب ہم ویدک دھرمیوں آریہ سماجیوں کی اندرونی حالت کو پبلک میں پیش کر کے انصاف چاہتے ہیں۔ کہ کیا ایسے اخلاق والے بھی کسی اچھے درخت کے پھل۔ اور کسی صداقت کے ماننے والے ہو سکتے ہیں۔ جن کے نمونہ دیکھ کر سنکر انسان انگشت بدندان رہجاتا ہے۔ پھر وہ کس منہ سے دوسروں کو اپنی طرف بلاتے اور اس مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ جس کا اثر ان کے عال و فعال پر یہ ہوا ہے۔ جو ذیل میں نمایاں طور پر دکھایا جاتا ہے۔

پہلا گواہ رائے ٹھاکر دت دھون

آریوں کی عملی حالت پر رائے ٹھاکر دت ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ جج آریہ سماج کے لیڈنگ ممبر نے جن سے خاکسار مؤلف رسالہ ہذا کو بھی پوری شناسائی ہے۔ "ویدک دھرم پرچار" ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ماہ جون ۱۸۹۹ء میں نولکشور پریس لکھنؤ میں دوسری بار طبع ہوئی۔ اس کتاب کے صفحہ ۵۱ پر رائے صاحب فرماتے ہیں۔ کہ

"(۱) آتم ادھتی کا ہم میں نام تک نہ رہا۔ یوگ ابھیاس تو گیا گذرا ہوا۔ سندھیا (عبادت دو وقتہ) کرنا بھی ہمنے نہ سیکھا۔ اور اگر منتر پڑھ لئے تو دو وقت کرنا تو فضول سمجھتے رہے۔ یا کوئی بہانہ کر کے اسکو ٹالدیا۔ نہ پرماتما کی اُپاسنا (عبادت وغیرہ) میں ہمارا بشواس (ایمان) ہوا۔ نہ ہم میں سے دل میں ناستک (منکر خدا) ہی رہے۔ نہ پرماتما (خدا) پر ہمارا پورا یقین ہوا۔ نہ ہم میں سے ست (صداقت) کے ساتھ پریتی (محبت) بڑھی۔ نہ پرسپر بشواس رہا۔ نہ ہمنے اچھے نیموں (اصولوں) سے اپنی سوسائٹی کی سدھار کی کوشش کی۔ نہ اسکے واسطے نیک نمونہ بنے۔ وہی رسوم اور واہیات توہمات جاری ہیں۔ جو سدا سے تھے۔" صفحہ ۵۱ و ۵۲

(۲) ویدک دھرم پر آریوں میں عمل نہیں

سچ تو یہ ہے۔ اور نہایت ہی افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہم نے سماج کو ناٹک کا کھیل سمجھ رکھا ہے۔ جس طرح ناٹک میں ایک مزدور راجہ اندر بن بیٹھتا ہے۔ ہم سماج مندر میں آریہ بن بیٹھتے ہیں۔ جونہی وہاں سے باہر نکلتے ہیں وہی ہندو کے ہندو ہماری زندگی ہمارا کنبہ۔ ہمارا برتاؤ۔ اور چال سب پرانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈھنگ کا ہے۔ کچھ تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔
ہمنے پریوارک ہوں۔ (دہوم) کو تو فضول
سمجھ لیا ہے۔ ہماری دہرم پتنی (بیوی)
کو کس طرح نشچا... (اعتبار) ہو کہ ہمکو
ایشور پر کچھ بشواس (ایمان) ہے۔ ہم
اپنے سنسکاروں (رسوم مذہبی) کو بھی
شدھ نہ کر سکے۔ اور برادری کے ڈر سے
جو ناکردنی کام تھے۔ کر لئے۔ حیف صد
حیف اپنے دہرم کی عظمت تو درکنار۔
اسکے لابھ دائک (مفید اور نافع) ہونے
میں بھی ہم کو شک رہا۔" صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹۔
(۳) "ہمارے قول اور عمل مطابق نہ رہے
وہ لوگ جو تعلیم (مغربی) کی ترقی کو اپنا مقصود
بنائے ہوئے تھے۔ انہیں دھرم کی
رچی (دلی ایمان) پہلے سے تھوڑی
تھی۔ آزمائش کا وقت آیا۔ تو پردہ فاش
ہوگیا۔ لگے کہنے کہ کھانے پینے میں دہرم
کا کچھ تعلق نہیں۔ اور مانس (گوشت
خوری) کے سوال پر ان کا اتفاق سوامی
(دیانند) نے کئی ایک غلطیاں کی ہیں صفحہ ۱۲۴
کیا ان (کلچرڈ پارٹی) میں بہت آدمی

ویدک دہرم کی باتوں کو فضول نہیں سمجھتے؟

نہ وہ اپنے چال چلن کو ویدک دہرم
کے مطابق بنا کر نیک نمونہ بننے کی کوشش
کرتے ہیں۔" صفحہ ۱۲۶

(۴) "گوشت کھانا جو ہرگز قومی خوراک
نہیں ہے۔ ہم اپنے ذایقہ اور ہاضمہ کے
لئے ضروری بنا لیتے ہیں۔ چوکا اور کھان
پان (چھوت چھات) کی قید کو ڈھیلا
کرنا چاہتے ہیں۔ دہرم کو چھوڑا کرم کو بیتا گا۔
(یعنی مذہب کو چھوڑا عمل کو ترک کیا۔)
ایشور پر بشواش (ایمان) نہ رہا۔" صفحہ ۱۵۸/۱۵۹

یہ ہے ناظرین پہلے آریہ گواہ کا بیان باقرار
صالح جو ڈسٹرکٹ جج بھی رہ چکا ہے۔ اس بیان
میں جو فوٹو اس نے اپنی قوم آریہ کا جو ویدک دہرم کا
جھنڈا ہاتھ میں لیکر گاڑنے کے لئے جگہ تلاش کرتی
پھرتی ہے۔ اُتارا ہے۔ اسکو خوب یاد رکھو اور آگے
دوسرے گواہ کی شہادت سنو!

دوسرا گواہ لالہ منشی رام عال شردھانند

آج سے قریباً بتیس ۳۲ برس پہلے ست دہرم پرچارک کے ایڈیٹر لالہ منشی رام صاحب معروف شردھانند اپنے اخبار مذکور مورخہ ۹ مارچ ۱۸۹۱ء میں آریہ سماج کی تنظیم یافتہ جماعت کو جو کلچرڈ پارٹی کے نام سے مشہور ہے۔ سرٹیفکٹ دیتے ہیں۔ کہ

"یہ ہم بڑے بڑے تعلیم پر فخر کرنیوالوں سے واقف ہیں۔ جو یہ کہتے ہوئے نہیں شرماتے کہ ویدوں پر بیوقوف بشواش (یقین) کرتے ہیں۔ ایشور (خدا)... ودوانوں (عالموں) کے لئے کوئی چیز نہیں۔ ایشور کا ماننا سرو ساد ہارن (عوام) کے لئے اچھا ہے لیکن ہم تو آریہ سماج کو کام کرنیوالی سوسائٹی سمجھکر سہاسد (مدد) ہوئے ہیں۔"

واہ واہ! کیا کہتے ہیں۔ ویدک دہرم کے جس مذہب اور درخت کے ایسے ایسے میٹھے پھل لگتے ہیں۔ جو خاص ہستی ایشور (خدا) تک کے منکر ہو کر پھر کٹر اور پکے آریہ اور خدا پرست اور ویدک دہرمی کہلاتا اور پنڈت کہلاتے رہیں۔ اسکی سو کیا کہنا ہے۔ آگے تیسرا گواہ۔

تیسرا گواہ لالہ درشنانند

آریوں کے سیکنڈ سوامی لالہ کرپارام معروف بہ درشنانند اوپر والے گواہ نمبر ۲ کی تعریف اپنے ایک ٹریکٹ مطبوعہ راجیشوری پریس راولپنڈی میں اسطرح فرماتے ہیں۔ کہ اخبار پرکاش لاہور میں... لالہ منشی رام مہتمم گورو کل کانگڑی کی تعریف کرتے اور اعتراضوں سے بچانے کیواسطے نکلا ہے۔

"وہ (لالہ منشی رام ... اس قدر
جھوٹا ہے۔ کہ جسکے جھوٹوں کی تعداد قائم
کرنا انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اگر
کوئی آریہ آجتک کے ست دھرم پرچارک
(اخبار) کے فائل مہیا کر دے تو کم از کم ایکہزار
جھوٹ تو میں (منشی رام کے) ثابت
کرنے کے واسطے تیار ہوں۔ صفحہ ۲
لالہ منشی رام کو تو اپنے آدمیوں کے لئے
جھوٹ بولنے میں کوئی عار ہی نہیں۔ صفحہ ۵
آریہ سماج نے رشی کے خلاف پاپی لیڈروں
کے پیچھے لگ کر ویدک دہرم کا ناش کر لیا۔
صفحہ جو جھوٹ سب سے زیادہ پاپ ہے
وہ آریوں کے اندر پاپ ہی نہیں رہا۔" صفحہ ۵
(ٹریکٹ "ایڈیٹر پرکاش اور اندر کا فیصلہ")

تیسرے گواہ کا تتمہ بیان

اسی گواہ کا تتمہ بیان اس کے ایکدوسرے
رسالہ "ناوان لیڈر" سے درج کرتے ہیں۔ لالہ صاحب
لکھتے ہیں۔ کہ

"آریہ سماج کی یہ خوبی مشہور تھی۔ کہ آریوں کا اتفاق
زبردست ہے۔ اسکا حال تو ہر شخص آریہ اخباروں
کے پڑھنے والا جانتا ہے۔ کہ **جسقدر**
پھوٹ آریہ سماج میں ہے۔ کسی
دوسرے فرقہ میں نہیں۔ دوسری خوبی یہ
تھی۔ کہ آریہ سماج کے لوگ سچے ہوتے ہیں۔

اب آریہ لوگ قدم قدم میں جھوٹ

بول رہے ہیں۔ تیسری خوبی یہ تھی
کہ آریہ سماج مہذب سوسائٹی ہے جسکو گورنمنٹ
کے اعلیٰ افسر تک قبول کرتے تھے۔ دھلی۔
آگرہ۔ جلالپور جٹاں وغیرہ کے مقدموں

نے آریہ سماج کے اس تاج کو بھی

گرا دیا۔ چوتھی بات یہ تھی۔ کہ آریہ سماج مسلمان
اور عیسائی بننے سے بچاتا ہے۔ لیکن یہ خوبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی جاتی رہی۔ ہندوؤں کو بچانا تو درکنار آریہ سماج کے ممبر اور اپدیشک (واعظ) مسلمان ہونے لگے"

(رسالہ نادان لیڈر مصنفہ درشنانند مطبوعہ ہنکاری مشین پریس لاہور صـ۲۳)

یہ تیسرا مستند گواہ ہے۔ جو آریہ سماج اور مذہبی لیڈر منشی رام جی گواہ ... نمبر ۲ کی اخلاقی و عملی حالت کا یہ اظہار کرتا ہے۔ اسکو ناظرین یاد رکھیں اور آگے اس تیسرے گواہ کے خلاف چوتھے گواہ کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

چوتھا گواہ لالہ رلا رام آریہ

یہ گواہ آریہ سماج گوجرخان کا پریذیڈنٹ ہے۔ جس کی ایک چٹھی جو اُس نے بنام لالہ منشی [illegible] گواہ نمبر ۱۲ اخبار "ست دھرم پرچارک" میں چھپنے کیواسطے بھیجی تھی۔ قابل ملاحظہ ہے۔ اس چٹھی میں لالہ رام صاحب نے لالہ کرپا رام گواہ نمبر ۳ کو ویدوں کا مخالف بتایا ہے۔ اس چٹھی کے چند اقتباس ذیل میں "آریہ مسافر جالندھر" سے نقل کرتا ہوں۔

"یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ راولپنڈی سماج اچھی حالت میں نہیں ہے۔ ورنہ لالہ کرپا رام (معروف درشنانند) جیسے شخص کا سکرٹری ہو جانا مشکل ہوتا۔ دوسرے ایک دوست کے خط سے معلوم ہوا۔ کہ آپ (لالہ درشنانند) نے ویدوں کی نسبت پبلک میں کچھ کہا۔ جو کہ ویدوں پر وشواس (ایمان) رکھنے کے برخلاف معلوم ہوتا تھا۔ لالہ کانشی رام وغیرہ سماج مذکور کے ممبران نے اسبات کی کوشش کی۔ کہ سکرٹری (درشنانند) مذکور کو نہ صرف عہدہ سے بلکہ آریہ سماج سے بھی خارج کر دیا جاوے۔ (لالہ درشنانند) نے ہمارا اخبار مورخہ ۱۷ جون میں ایک بیہودہ سا نوٹ تحریر کیا ہے۔ جس میں ویدوں کی نندا (توہین) ہے۔ بڑی حقارت سے ویدوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ مجھکو یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ ویدوں کی نسبت لالہ کرپا رام (معروف درشنانند) کا یقین درست نہیں ہے"

(رسالہ آریہ مسافر جالندھر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء حاشیہ صفحہ ۹۸-۹۹)

معزز ناظرین! آپ نے گواہ نمبر ۳ کی صفائی بشہادت گواہ نمبر ۴ ملاحظہ فرمائی۔ تو اب اس گواہ نمبر ۴ کے متعلق بھی بیان سُنیئے۔

پانچواں گواہ وزیر چند آریہ

یہ گواہ رسالہ "آریہ مسافر جالندھر" کا ایڈیٹر ہے۔ جو رسالہ مذکور میں آریہ سماج کے سدھانتوں میں "قطع و برید" کے عنوان سے لالہ رلا رام گواہ نمبر ۴ کا ذکر خیر اس طرح کرتا ہے۔ کہ لالہ رلا رام صاحب آریہ دھرم کے اصولوں میں ترمیم و تنسیخ کرنی چاہتے ہیں۔ جسکا جواب لالہ گھاسی رام ایم۔ اے ایڈیٹر رسالہ "ستیارتھ پرکاش" نے دیا ہے جس کو "رسالہ مسافر" میں نقل کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔

"لالہ رلا رام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تیسرے نیم میں (اُن دس اصولوں کا نام ہے۔ جو دیانند جی نے آریوں کیلئے مقرر کئے تھے۔ ان میں سے تیسرا اصول جسکا یہ ذکر ہے۔ اسطرح ہے۔ کہ وید ست ودیاؤں کا پستک ہے یعنی وید سچے علوم کی کتاب ہے۔ اس تیسرے اصول کے متعلق لالہ رلا رام صاحب فرماتے ہیں۔ (فاروق) لفظ وید سے مراد (چاروں وید) نہیں ہے۔ بلکہ گیان (معرفت) سے مطلب ہے۔ صـ۹۷

لالہ رلا رام صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اگر ہندو پہلے سے ہی وید کے ماننے والے نہ ہوتے تو سوامی (دیانند) جی مہاراج اس نیم میں اور بھی کانٹ چھانٹ کر دیتے۔

(لالہ رلا رام کا) یہ کہنا کہ ویدوں کو ایشور کرت (الہامی) ماننا بہت سے ممبروں کو ناگوار گذرا ہے۔ صحیح ہے۔ صـ۹۸

لالہ رلا رام کا خیال ہے۔ کہ اگر تیسرا نیم (یعنی ویدوں کا ماننا) سدراہ نہ ہوتا۔ تو آریہ سماج میں صدہا لوگ شامل ہو جاتے"

(صفحہ ۹۹ رسالہ آریہ مسافر جالندھر ماہ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۸۹ تا ۱۰۰)

چلو فیصلہ ہوا۔ وہ رلا رام گواہ نمبر ۴ جو لالہ درشنانند گواہ نمبر ۳ کو ویدوں پر ایمان نہ رکھنے والا قرار دیکر آریہ سماج راولپنڈی کی سکرٹریٹ بلکہ آریہ سماج سے خارج کرنے پر تلا ہوا تھا۔ وہ خود ہی آج ویدوں کو ایک زائد چیز اور ناقابل ضرورت قرار دیکر تیاگ رہے ہیں۔ یہ ہے آریوں کی عملی حالت جنہوں نے چپہ چپہ پر دیانندی دھرم کا جھنڈا گاڑنا ہے۔

مسیحی صاحبان سے ایک ہزار سوال حل طلب

سوال (۱۱)

تو قاباب ۳۶ آیت ۳ میں لکھا ہے۔ کہ ارفکسد کا بیٹا قینال تھا۔ اور قینال کا بیٹا سلح۔ اور سلح کا بیٹا عیبر۔ لیکن پیدائش باب ۱۱ آیت ۱۰-۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ ارفکسد کا بیٹا سلح اور سلح کا بیٹا عیبر۔ درمیان سے قینال کا نام چھوڑ دیا۔ اب یا تو کتاب پیدائش کا نسب نامہ غلط ہے۔ جس میں قینال کا نام نہیں۔ اور یا لوقا غلط ہے۔ جس نے قینال کا نام بڑھا دیا۔ اور جو غلط ہے وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ کس کو مانا جائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال (۱۲)

حضرت موسےٰ کا جانشین یشوع بن نون تھا۔ اور یشوع نام کے بہت لوگ یہودیوں میں ہوا کرتے تھے۔ اور یہی نام دراصل ابن مریم کا تھا۔ عبرانی میں دونوں نام ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ دراصل ایک ہی نام ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ بائبل میں نون کے بیٹے کا نام یشوع بغیر کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور ابن مریم کا نام یسوع بس کے ساتھ۔ اس فرق کا سبب کیا ہے۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۳)

یسوع عبرانی لفظ ہے۔ اور دو لفظوں سے مرکب ہے۔ یہو۔ اور شوع اور اسکے معنے ہیں۔ خدا تعالےٰ سے نجات یافتہ۔ ابتدا سے لیکر یہودی لوگ ایسے نام اپنے بیٹوں کے بطور تفاؤل رکھتے ہیں۔ جیساکہ ہندوستان پنجاب میں مثلاً محمد حیات اور جیون خان اور عرب میں عائشہ وغیرہ نام ہوتے ہیں۔ جن سے بچے کی سلامتی اور زندگی کے واسطے فال نیک لی جاتی ہے۔ اسکے معنے نجات دہندہ کے کسی لغت کے رو سے ثابت نہیں ہوسکتے پس کیا وجہ ہے۔ کہ کتاب متی میں اس کے وہ معنے کئے گئے ہیں۔ جو لغت اور عرف میں استعمال نہیں ہوتے۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۴)

عبرانیوں کے پانچ باب کی آیت ۷ میں حضرت مسیح کے متعلق لکھا ہے۔ کہ اس نے بہت زور اور آنسو بہا بہا کے اس سے جو اسکو موت سے بچا سکتا تھا۔ دعائیں اور منتیں کیں۔ اور تکمیل کے سبب اس کی سنی گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسیح نے جو دعا صلیبی موت سے بچنے کے واسطے باغ میں کی تھی۔ وہ قبول ہوگئی پس کیا وجہ ہے کہ یہ تسلیم نہ کیا جائے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب پر فوت نہ ہوئے۔ جیساکہ دیگر تاریخی شہادتوں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۵)

اور اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ یسوع صلیبی موت سے نہیں بچا۔ تو پھر عبرانیوں کے خط پانچ باب آیت ۷ کی بات غلط ہوگی۔ اور غلط بات الہامی نہیں ہوتی پس ماننا پڑے گا کہ عبرانیوں کا خط الہامی کلام نہیں ہے۔ کیا ایسا تسلیم کرلیا جائے۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۶)

لیکن اگر یہ کہا جائے کہ عبرانیوں کا خط تو الہامی ہے۔ اور بذریعہ الہام الٰہی کے لکھا گیا ہے۔ لیکن صرف یہ آیت درست نہیں۔ جو کسی اور نے پیچھے سے ڈالدی۔ یا ملا دی۔ تب یہ کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔ کہ انجیل میں کچھ تحریف و تبدیل بھی ہوگئی ہے۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۷)

حضرت مسیح پر جب یہودیوں نے یہ الزام لگایا۔ کہ تو اپنے آپ کو خدا کہتا ہے (یا خدا کا بیٹا) تو حضرت مسیح نے انہیں جواب دیا۔ "کیا تمہاری شریعت میں نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو" یوحنا باب ۱۰۔ آیت ۳۴

اس آیت سے ظاہر ہے کہ مسیح کا دعوےٰ ابن اللہ ہونیکا خاص اپنی ذات کے لئے ایسا نہ تھا۔ جس میں کوئی دوسرا شریک ہوسکے بلکہ اس قسم کا دعوےٰ تھا۔ جس قسم کا کہ شریعت کے قوانین کے مطابق تمام انبیاء اور نیک انسانوں کو یہ حق حاصل تھا۔ کہ وہ ابن اللہ کہلائیں۔ جس سے مراد خدا کے پیارے ہیں۔ جبکہ حضرت مسیح نے خود اپنے آپ کو عام معنوں کے رو سے ابن اللہ کہا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ ہم اُسے ایسا ابن اللہ مانیں جو نہ پہلے ہوا اور نہ آئندہ ہوگا۔ مہربانی کرکے مطلع فرمادیں۔

سوال (۱۸)

متی باب ۳ یوحنا (یحییٰ) پیغمبر کی ایک پیشگوئی کسی ایسے نبی کے متعلق ہے۔ جو جلالی رنگ میں نمودار ہو۔ شریروں کو سزا دے۔ ماننے والے لوگوں کو الگ کرے۔ چنانچہ یوحنا کے الفاظ یہ ہیں "میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ خدا انھیں پتھروں سے ابراہام کے لئے اولاد پیدا کرسکتا ہے۔ اور درختوں کی جڑ پر اب کلہاڑا رکھا ہے۔ پس ہر ایک درخت جو اچھا پھل نہیں لاتا کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ میں تو تمہیں توبہ سے بپتسمہ دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے۔ مجھ سے زور آور ہے۔ کہ میں اس کی جوتیاں اُٹھانے کے لائق نہیں وہ تمہیں روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دے گا۔ اسکا سوپ اسکے ہاتھ میں ہے۔ اور وہ اپنے کھلیان کو خوب صاف کرے گا۔ اور اپنے گیہوں کو کھتے میں جمع کرے گا۔ پر بھوسے کو اس آگ میں جو ہرگز نہیں بجھتی جلا دیگا"

یہ پیشگوئی حضرت مسیح پر تو لاگو نہیں ہوسکتی کیونکہ حضرت مسیح نے آگ سے بپتسمہ نہیں دیا۔ نہ کھلیان کو صاف کیا۔ بلکہ انھوں نے نرمی اور خاکساری سے اپنی زندگی بسر کی۔ ہاں اس پیشگوئی کے مطابق عرب کے لوگ جو اپنی جہالت اور بے علمی کے سبب پتھر کہلاتے تھے۔ ان میں خدا تعالےٰ نے ایسے مقدس لوگ پیدا کئے جو ابراہیم کی اولاد کہلانے کے لائق ہوئے۔ اور دراصل وہ اسرائیلیوں کی مانند ابراہیم کی نسل سے تھے۔ مگر ان میں وہ خوبیاں نہ تھیں۔ حضرت خاتم النبیین رسول اکرم محمد مصطفےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والمجتبےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود باجود کی برکات سے وہ لایق اور خدا کے پیارے ہو گئے۔ انہوں نے خدا کی راہ میں جہاد کئے۔ دشمنوں کو تباہ کیا۔ اور انبیاء کے منکرین کو سزا دی۔ نیک لوگ الگ جمع ہوئے۔ شریروں اور نیکوکاروں میں امتیاز ہو گیا۔ پس کیوں یہ بات نہ تسلیم کی جائے۔ کہ یہ حضرت کی پیشگوئی حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے۔ نہ کہ کسی اور کے بارے میں :۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال (۱۹)

متی باب ۲ آیت ۶ میں میکا نبی کی کتاب کا ایک حوالہ دیا گیا ہے۔ اور اُسے نبی کا کلام بتلایا گیا ہے۔ لیکن جو عبارت میکا نے لکھی ہے وہ اور ہے اور جو عبارت متی نے لکھی ہے۔ یہ اور ہے۔ ہم ہر دو کو ناظرین کے ملاحظہ کے واسطے بالمقابل لکھ دیتے ہیں۔

میکا باب ۵۔ آیت ۲	متی باب ۲ آیت ۶
اے بیت لحم افراتا ہر چند کہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے وہ شخص نکل کے مجھ پاس آویگا۔ جو اسرائیل میں حاکم ہوگا۔	اے بیت لحم یہوداہ کی سرزمین تو یہوداہ کے سرداروں میں سے ہرگز کمتر نہیں ہے۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلیگا جو میری قوم اسرائیل کی رعایت کریگا

ان دونوں عبارتوں کا فرق آپس میں ظاہر ہے۔ جس صورت میں میکا کا کلام الہامی تھا۔ اور فقیہ لوگ الہام کی بہت حفاظت کرتے تھے۔ کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ انہوں نے بادشاہ کے سامنے اصل عبارت پیش نہ کی ہو۔ ہاں متی نے اس عبارت کو اپنے الفاظ میں بیان کیا۔ پس یوں تسلیم نہ کیا جائے۔ کہ متی کا کلام الہامی نہیں بلکہ اس کی اپنی یادداشت ہے۔ جہاں تک کہ وہ فقہا کی سنی ہوئی بات کو یاد رکھ سکا۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال (۲۰)

اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ مذکورہ بالا حوالے میں جو کچھ کہ متی نے لکھا ہے۔ وہ صحیح اور درست ہے اور میکاہ کی عبارت غلط ہے۔ تب ماننا پڑے گا۔ کہ میکا نبی کی کتاب میں لوگوں کی دست برد سے تحریف و تبدیل ہو گئی ہے۔ اور وہ قابل قبول نہیں رہی۔ پس مہربانی کر کے مطلع فرماویں کہ ہر دو میں سے کس کو درست مانا جائے۔ اور کسکو نادرست

سوال (۲۱)

میکاہ کہتا ہے۔ کہ بیت لحم یہوداہ میں سب سے **چھوٹا ہے**۔ اور متی کہتا ہے۔ کہ **چھوٹا نہیں** ہے۔ یہ دونوں الہام ایک دوسرے کے بالکل مقابل اور مخالف ہیں۔ پس کس الہام کو قبول کیا جائے۔ اور کس کو غلط قرار دیا جائے مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال (۲۲)

چونکہ یہ دونوں الہام بیت لحم کے چھوٹا ہونے کے اور بیت لحم کے چھوٹا نہ ہونے کے بائبل کے اندر موجود ہیں۔ خواہ اُس کو غلط قرار دیں۔ اور خواہ اس کو ہر دو صورت میں اسی بائبل مقدس پر اعتراض پڑے گا۔ اس مشکل کو کیونکر حل کیا جائے۔ مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

سوال (۲۳)

اس پیشگوئی میں یسوع مسیح کو بنی اسرائیل میں حاکم کہا گیا ہے۔ جیسا کہ وہ خود بھی دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں۔ کہ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے آیا ہوں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یسوع کا مشن صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا۔ اور عالمگیر مشن نہ تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ عیسائی صاحبان فرماتے ہیں۔ کہ وہ سارے جہان کے لئے منجی ہو کر آیا۔ ہاں جہاں اس نے کہا کہ سب قوموں کی طرف جاؤ۔ وہاں اس کی مراد بنی اسرائیل کی سب قومیں ہیں۔ چنانچہ ہندوستان پہنچکر انہوں نے صرف ایسی دو جگہ وعظ کیا۔ جہاں پہلے سے یہود موجود تھے۔ یعنی کشمیر اور انتہائی جنوبی ہند۔ ہر دو جگہ قدیم الایام سے یہود تھے۔ اسواسطے حضرت مسیح خود کشمیر گئے۔ جہاں اُن کی مزار مبارک اب تک موجود ہے۔ اور دکن کی طرف اپنے شاگرد خاص تھوما حواری کو روانہ کیا۔ جہاں کہ میلاپور میں تھوما کی قبر اب تک محفوظ ہے۔ اور اس پر ایک بڑا شاندار گرجا بنا ہوا ہے۔ اور وہاں بہت سے پادری رہتے ہیں۔ اور زائرین کو تھوما کی قبر کی زیارت کراتے ہیں۔ سو مذکورہ بالا حالات کے ماتحت یسوع کو عالمگیر منجی کہنے کے واسطے کوئی بات ہے۔ تو مہربانی کر کے مطلع فرماویں۔

"محمد صاحب از روئے اسلام"

مندرجہ عنوان نام سے ایک کتاب عیسائیوں کی "پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور" نے شائع کی ہے۔ جس کے ۱۰۴ صفحے ہیں اور اسمیں تصاویر بھی دیگئی ہیں۔ اسکے اصل مصنف پادری ڈبلیو۔ گولڈ سبک صاحب عیسائی مشنری ہیں۔ جنہوں نے غالباً اس کو انگریزی میں لکھا اور کرسچن لٹریچر سوسائٹی نے اسکا اردو میں ترجمہ کر کے بار اوّل ۱۹۲۴ء میں طبع کرایا۔ اس کتاب میں جسقدر غلط واقعات اور جھوٹے قصوں سے ہر ایک باب کو سجایا ہے وہ عیسائی مشنریوں کا مذہبی کرتب ہے۔ کتاب میں دل آزار طریق سے آنحضرت کی ذات مبارک پر ناروا حملے کئے گئے ہیں۔ خصوصاً اس کتاب کا چوتھا باب اس بیہودگی سے شروع کیا گیا ہے۔ کہ "عورتوں کے ساتھ محمد صاحب کا سلوک"۔ اس باب میں وہی بار بار کی قے کی ہوئی چاٹی ہے۔ جو ہمیشہ عیسائی مشنری متعلق نکاح حضرت زینب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کرتے رہے ہیں۔ کوئی نئی بات ایسی اس ساری کتاب میں نہیں نکلی۔ جو اس سے پہلے صدہا بار اسکا مفصل مدلل کئی جواب اہل اسلام کیطرف سے نہ دیا جا چکا ہو۔ مگر ان شرارت سے پُر بتلے مسیحی مشنریوں کو کبھی یہ سمجھ نہ آئی کہ ان جوابات پر نظر ڈالکر پھر کوئی ۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہائیوں کا خدا قید خانہ میں

کھاتا۔ پیتا۔ موتتا۔ ہگتا خدا ہوتا نہیں
اور کبھی وہ اپنے بندوں سے نہیں کھاتا ہے مار

اہل بہا جو احمدیت کی دشمنی اور اسلام کی بیخکنی میں شب و روز غلطاں رہکر تنکوں کے تیر اور کاٹھ کی تلواروں سے میدان کارزار میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ بزدآزمائی میں اپنا خون اور پسینا ایک کئے دیتے ہیں۔ بالکل اس رستم دوران کے بھائی ہیں۔ جس نے یہ کہا تھا کہ ؎

من آن رستم گرد دروئیں تنم

کہ دہ پایہ از مشت خود بشکنم

تعجب ہے کہ اس مردہ قوم کو اپنی نامرادیوں اور بربادیوں پر نوحہ کرنے سے فرصت کیسے ملتی ہے جو یہ ہمسایہ قوم کی طرف جھنجھلا جھنجھلا کر لپکتی اور اپنی خاک اڑا کر اپنے سروں پر ڈالتی ہے۔ اور پھر ایک کھدر کے رومال سے منہ سر جھاڑ کر سامنے آجاتی ہے۔ جس قوم کے بڑے بڑے ہیرو اور راہ نما تھے کہ ان کے نبی و خدا ہمیشہ اپنے دشمنوں اور بندوں کے ہاتھ سے خاک مذلت و ادبار میں اپنی ہزاروں حسرتوں کو سینوں میں لیکر مل چکے ہوں۔ وہ قوم کیوں غصہ اور جوش میں آآکر کاغذی گھوڑوں کی ٹاپوں سے اپنے فتح حریف کو روندتی اور سرکنڈوں کے تیروں سے ہیجڑوں کی بہادری اور تہتنی کا ثبوت دیتی اور پھر اس پہ ناز کرتی ہے۔

کیا اس زنانہ فطرت قوم بہا میں ایک بھی مرد نہیں یا کوئی بھی مردانہ غیرت نہیں جو سوچے اور سمجھے کہ اس رونے اور چیخنے اور اپنے منہ سے جھوٹ اور فریب کی نجاست اور غلاظت اگلنے سے کیا حاصل۔ جیتنے والے جیت گئے۔ نامراد ہونیوالے بندوقوں کے نشانہ اور قید خانوں کے مہمانخانہ میں اپنی عبرت ناک حیات بسر کر کے ناکام مر گئے۔ مگر آج اون لومڑیوں کے فرزندوں کا شیروں کی کھال پہنکر جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان میں ناحق بڑ بڑانا اور چلانا کیا حقیقت رکھتا ہے ؎

اے بدنصیب قوم تو آفت رسیدہ ہے
اور پائے شوق و دست تمنا بریدہ ہے

محمود آج جوش مسرت سے لال ہے۔
پر دیکھ تیرے چہرہ کی رنگت پریدہ ہے
ہیں احمدی عروس مسرت سے ہمکنار
تو سوگوار ہے۔ لب حسرت گزیدہ ہے

حیرت پر حیرت ہوتی ہے۔ جب میں ان کی تحریروں میں یہ لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔ کہ احمدیوں نے "اعتراض کیا۔ کہ حضرت بہاء اللہ نے خدائی کا دعوے کیا ہے۔ ہمنے البلاغ المبین فی ردبہتان العظیم اور کوکب میں حضرت بہاء اللہ کی الواح اور خود احمدی جماعت کے مسلمہ مصنفین کی تحریروں سے اس بہتان کی حقیقت کھولدی"

(کوکب مورخہ ۱۹ اپریل ۲۵ء صفحہ ۱۵)

یہ بالکل "عصمت بی بی از بے چادری" والی مثال ہے۔ نہ کوکب میں اور نہ البلاغ المبین میں احمدیوں کے اس دعوے ثابت کردہ کا کہ بہاء اللہ کا دعوی خدائی ہے۔ کوئی جواب دیا گیا نہ ہمارے پیشکردہ حوالہ جات کو جن سے بلا تاویل بالتصریح مخدومی مولوی فضل الدین صاحب وکیل نے الفضل میں بہاء اللہ صاحب کا دعوے خدائی ان کی مسلمہ اور مصدقہ کتب سے نقل کر کے ثابت کیا تھا۔ چھوڑا ۰۰۰۰۔ پھر وہ جواب کس کا دیا اور کیا دیا؟ ذرا پہلے مولوی صاحب ممدوح کا ایک حوالہ ان کے الفاظ میں النقض سے نقل کرو۔ پھر آگے اس کا جواب دو۔ تو جانیں۔ یونہی رگڑہ یا دل کے بہلانے کو خیال اچھا ہے۔

میں بیٹھکر لوگوں کو دھوکہ دیدینا کہ ہمنے جواب دیدیا۔ صریح جھوٹ ہے۔ لو آج ہم اور حوالہ جات نقل کرتے ہیں۔ جن سے تمہارے خدائے متوفی کے دعوئی خدائی کا ثبوت روز روشن کی طرح نظر آجائے۔

قید خانہ میں خدا!

جناب مرزا حسین علی ایرانی معروف بہ بہاء اللہ جن کا دعوے یفعل مایشاء ہو چکا ہے۔ اور جو اپنے منکر مخالف ہادی دولت آبادی کو طراز نیجم میں مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ کہ

خف عن اللہ ان المبشر قال انہ ینطق فی کل شأن انی انا اللہ لا الہ الا انا المہیمن القیوم

اے ہادی اللہ سے ڈر کچھ شک نہیں کہ میرے بشارت دینے والے (باب) نے (ابیان میں) فرمایا ہے۔ کہ او سکا (بہاء اللہ کا) ہر حالت میں (خواہ وہ جیل خانہ میں ہو یا طور پر) یہ قول ہوگا۔ کہ بے شک میں ہی خدا ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب کا نگہبان اور قائم رکھنے والا ہوں۔ (چندین سال خدائی کردی مگر بایں نامردی کہ خود را از قید بندگان نا آیندم کہ چنین خدائی از دست عزرائیل۔ بباد ہوائی رفت نہ رہانیدی)

یہہ خدا صاحب قید خانہ میں محبوس ہو کر ایرانیوں پر خدائی کر رہے ہیں۔ اور اپنے ایک بندے حسن کو وحی کرتے ہیں۔ جس کو میں مجی ام ماسٹر نواب الدین صاحب بی۔ اے۔ بی ٹی کے مضمون سے ذیل میں نقل کرتا ہوں

(از شیخ نواب الدین صاحب بی اے بی ٹی)

یا حسن اسمع النداء من شطر السجن انہ لا الہ الا ہو الفرد الخبیر اذا رأیت النجم سماء بیانی وشربت رحیق العرفان من کأس عطائی قل الٰہی الٰہی لک الحمد بما أیقظتنی وذکرتنی فی سجنک (الواح)

ترجمہ۔ اے حسن! اس آواز کو سن جو قید خانہ کی طرف سے آرہی ہے۔ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی جو یگانہ اور خبیر ہے۔ جب تو میرے بیان کے آسمان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ستاروں کو دیکھے۔ اور میری عطا کے پیالے سے عرفان کی شراب کو پیئے۔ تو کہ۔ کہ اے میرے معبود اے معبود تیری ہی حمد ہے۔ بسبب اسکے کہ تو نے مجھے جگایا۔ اور مجھے اپنے قید خانہ میں یاد کیا۔

منقول از کتاب الاقدس یا ملاء الانشاء اسمعوا نداء مالك الاسماء انه ينادیکم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا المقتدر المتکبر المتسخر المتعالی العلیم الحکیم انه لا اله الا هو المقتدر علی العالمین

ترجمہ۔ اے مخلوق کے سردارو۔ سنو مالک اور الاسماء کی آواز کو تحقیق وہ تمہیں اپنے بڑے قید خانے کی طرف سے بلاتا ہے۔ تحقیق کوئی معبود نہیں۔ مگر میں مقتدر متکبر متسخر المتعالی العلیم الحکیم۔ کوئی معبود نہیں مگر وہ جو مقتدر ہے جہانوں پر۔

دیکھا۔ ایرانی خدائی کیسی قید خانہ کی کوٹھڑی میں سمائی ہے۔ اور اسکے اندر سے ہی اپنی وحی جیلر کے ہاتھوں اپنے بندوں کو پہنچائی ہے۔ شیم شیم شیم۔

فتاوی احمدیہ

سوال نمبر ۲۵۵ نماز میں بیمار مسافر کے قصر اور جمع کر سکتا ہے یا نہیں۔

جواب نمبر ۲۵۵ بیمار قصر نہیں کر سکتا ہاں شدت تکلیف کی وجہ سے نماز کی تاخیر کر سکتا ہے یعنے پہلی نماز کو پچھلی کے ساتھ ملا کر پڑھ سکتا ہے۔ مسافر کو تو قصر کی رعایت اس لئے دی گئی ہے۔ کہ وہ کام میں مشغول ہے۔ بیمار تو کاموں سے فارغ ہے۔ یہ حتی الوسع خدا کا ذکر ہی کرتے

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۵۶ یا علی مدد کے جواب میں مولا علی مدد کہنے سے کوئی گناہ ہے یا نہیں۔

جواب نمبر ۲۵۶ نہ ہی یا علی مدد کہنا جائز ہے۔ اور نہ ہی مولا علی مدد کہنا جائز ہے۔ یہ دونوں شرک ہیں۔ کیونکہ ان دونوں فقروں میں حضرت علیؓ سے مدد مانگی جاتی ہے۔ حالانکہ سورۂ فاتحہ میں ایاک نعبد وایاک نستعین کا اقرار ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۵۷ غیر احمدیوں کی شادی اور بیاہوں میں شامل ہونا جائز ہے یا نہیں۔

جواب نمبر ۲۵۷ شادیوں میں شامل ہونے کی کوئی مناہی نہیں۔ غیر احمدیوں کو چھوڑ ہندوؤں۔ عیسائیوں کی شادیوں میں بھی شامل ہونا جائز ہے۔ جس کی شمولیت سے مذہب میں کوئی فرق نہیں آتا۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۵۸ حدیث شریف میں ہے کہ بی بی عائشہ رضؓ چھ برس کی تھیں۔ تو ابوبکرؓ نے اونکا نکاح نبی کریم صلعم سے کیا۔ ولی طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن یہ زمان حضرت مسیح موعودؑ کا ہے۔ جو کہ فتاوے احمدیہ میں درج ہے۔

ایک نابالغ کا ہمارے گاؤں میں نکاح ہوا نابالغ لڑکے کی طرف سے اس کے باپ نے عورت کو طلاق دیدی۔ اور عورت نے دوسری جگہ نکاح کر لیا۔ پہلے خاوند کے باپ نے جس

عدالت میں مقدمہ ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ دوسرا خاوند جس کے ساتھ عورت نے اب نکاح کیا ہوا ہے۔ طلاق داخل کرے۔ جو داخل کر دیا گیا۔ اور پہلا نکاح بحال رکھا گیا۔ اس صورت میں آیا عورت کو مکرر نکاح کرانا چاہیئے تھا۔ یا کہ نہیں۔ آیا دوسرے خاوند سے نکاح کرنے سے پہلا نکاح فسخ ہوا یا نہیں۔

جواب نمبر ۲۵۸ لڑکے کے باپ نے جب طلاق دی تھی۔ تو اس سے شہادت کے ساتھ اشٹام پر لکھوانا تھا۔ تاکہ وہ دعوے نہ کر سکتا۔ اور اپنے قول کے بموجب پکڑا جاتا۔ بشرطیکہ لڑکا نابالغ ہو۔ عدالت کے متعلق ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمارے نزدیک تو پہلا خاوند دوبارہ اس سے نکاح پڑھائیگا۔ تبھی اس کی بیوی بن سکے گی۔ کیونکہ طلاق ہو گیا تھا۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۵۹ ایک شخص نے اپنے سالے کی لڑکی کی پرورش کی ہے۔ اور اس کی بیوی نے اسکو دودھ پلایا ہے اب یہ شخص اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے کر سکتا ہے۔ یا نہیں۔

ج نمبر ۲۵۹ یہ نکاح حرام ہے قطعاً جائز نہیں۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۶۰ ایک احمدی عورت کا خاوند غیر احمدی ہے اب وہ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ باپ غیر احمدیوں کو دینا چاہتا ہے۔ اور والدہ احمدیوں کو۔ کیا کیا جاوے۔

ج نمبر ۲۶۰ اگر لڑکی بالغ ہے اور بیعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکاح کسی احمدی سے بر عایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہو سکتا ہے۔

(المفتی حافظ روشن علی صاحب)

س نمبر ۲۶۱ ایک احمدی شخص نے کسی احمدی کی لڑکی کسی احمدی کو بغیر اس کے والدین کے نکاح کر دیا اور ان سے کچھ رشوت لی ہے۔ کیا یہ اب احمدی رہا۔ یا نہیں۔

ج نمبر ۲۶۱ اگر والدین اور لڑکی اس نکاح کو ناپسند کرتے ہیں تو یہ نکاح نکاح ہی نہیں۔ اس نکاح کو فسخ کر کے کسی دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں۔ باقی جس نے رشوت لیکر والدین کے بغیر اجازت کے نکاح کر دیا۔ اس نے گناہ کیا ہے۔ اس کو توبہ کرنی چاہیئے۔ آپ لوگ اسکو سمجھائیں۔ اور اس سے توبہ کرائیں۔

(المفتی سید سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۲۶۲ لڑکی کے والدین مہر کو مانگتے ہیں۔ کیا میں دیدوں میرے خیال میں مہر لڑکی کا حق ہوتا ہے۔

ج نمبر ۲۶۲ مہر لڑکی کا حق ہے۔ اور اس کی ملکیت ہے۔ والدین کا اس میں کوئی حق نہیں۔ ہاں والدین مہر کے مقرر کرنے اور دلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ انکو اختیار ہوتا ہے۔ اگر لڑکی چھوٹی ہو۔ لیکن خود نہیں لے سکتے۔

(المفتی سید سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۲۶۳ ایک آدمی اپنی عورت کو نہ تو اچھی طرح گھر رکھتا ہے۔ اور نہ ہی طلاق دیتا ہے۔ ایسی حالت میں اسلام نے عورتوں کے لئے کیا قانون رکھا ہے۔ جس سے عورت رہائی حاصل کر سکے۔

ج نمبر ۲۶۳ اسلامی شریعت میں تو ایسی حالت میں خلع رکھا گیا ہے۔ اگر خاوند نہ ہی منظور کرے۔ تو قاضی حکماً ان کو جدا کر سکتا ہے۔ لیکن آجکل چونکہ اسلامی حکومت نہیں ہے۔ اسلئے اسلامی احکام جاری نہیں ہو سکتے۔ اسوقت خلع ہی ایک طریق ہے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کو خوش کریں۔ بلکہ مہر چھوڑ کر وہ طلاق دیدیں تو اس طرح کریں۔ مہر کے اندر اندر مال دیکر ان کو خوش کریں اور طلاق لے لیں۔

(المفتی سید سرور شاہ صاحب)

س نمبر ۲۶۴ زید کی والدہ نے زینب کی بہن کو دودھ پلایا ہے۔ کیا زید زینب سے نکاح کر سکتا ہے۔

ج نمبر ۲۶۴ ہاں زید زینب سے نکاح کر سکتا ہے۔

(المفتی سید سرور شاہ صاحب)

تنقید صحیح

بابی غداروں نے جو بہائی جال میں لوگوں کو پھنسانے کے لئے قسم قسم کی چالیں اختیار کر رکھی ہیں۔ ان میں سے ایک چال یہ بھی ہے کہ کوئی فرضی مباحثہ کسی نامعلوم الاسم و مجہول الحال کے نام سے چھپوا کر شائع کر دیتے ہیں۔ جس میں اپنے دلائل تو خوب بنا سنوار کر نقل کرتے ہیں۔ اور مدمقابل کو بہت کمزور اور بودے طرز پر اور پھر اس کتاب کو لوگوں میں پھیلا کر بہائی مذہب کی صداقت چاہتے ہیں۔ چنانچہ اسی بدعادت کے مطابق انہوں نے ایک رسالہ "برہان صریح" نام سے شائع کیا۔ جس کو کسی گمنام احمدی سے مباحثہ کے طرز پر لکھ کر یہ دکھایا۔ کہ یہ۔ محمد علی باب ایرانی مہدی معہود اور مرزا حسین علی معروف بہاء اللہ مسیح موعود تھا۔ مہدی اور مسیح ایک شخص نہیں ہو سکتا۔ اسلئے مرزا صاحب قادیانی نہ مہدی تھے۔ نہ مسیح۔ اور خفیہ طور پر اس کتاب کو احمدیوں کو دکھا کر دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے۔ خدا کے فضل سے ان کے اس جال کی ایک ایک تار کو ایسے زبردست دلائل سے سلسلہ احمدیہ کے ہونہار جلال الدین شمس مولوی فاضل سیکھوانی نے توڑ دیا ہے۔ اور باوجود اس کتاب کو خاکسار ایڈیٹر فاروق کے ہاتھ سے حاصل کر لینے سے غداروں سلسلہ علمی و شہاب نے اسکا نام تک نہیں لیا۔ اور بے شرمی سے ردشدہ دلائل کو بھی بار بار اپنے اخبار میں دہراتے رہے ہیں۔ بابی مذہب اور بہائی جماعت کی پردہ دری معلوم کرنے کیلئے یہ زبردست بہلاحربہ ہے۔ جس میں دلائل عقلیہ و نقلیہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا مہدی و مسیح ہونا اور باب و بہاء اللہ کا کاذب و مفتری ہونا مندرجہ عنوان رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے۔ ایک نسخہ کیلئے ۱۰ کے ٹکٹ بھیجکر منگالیں۔ ایک سے زائد بذریعہ وی پی طلب کریں۔

المشتہر

(مینجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)

سرمہ چشم خاص و عام

(از مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

میرا ہے نہ موتی ہیں یہ سرمہ ہے مسیحائی
نہیں ہیں اسکے موجد ہم یہی ہے اسمیں سچائی
بڑی خوش قسمتی اس کی لگاوے ایسے سرمہ کو
بنانے کی بنی نے جس کے خود ترکیب بتلائی

پیتا سنگھ سرمہ والے نے سرمہ بھیجکر سرٹیفکیٹ طلب کیا۔ تو حضورؑ نے دوران تقریر میں فرمایا۔ کہ سرمہ تو دراصل (سرس) کے عرق میں بنتا ہے۔ اور سرس کو عربی میں (سلطان الاشجار) کہتے ہیں۔ ناظرین اسی غرض کیلئے ہمنے اپنے گھر میں سرس کا درخت لگا کر عرصہ دراز میں یہ سرمہ مسیحائی تیار کیا ہے۔ چونکہ جملہ امراض چشم کو اکسیر ہے یہ متبرک سرمہ اگر غور کیا جاوے۔ تو اشرفی تولہ کو بھی مفت ہے۔ بغرض رفاہ عام دو۔ دو پیسہ آٹھ آنہ فی تولہ کو معہ محصول ڈاک وغیرہ بھیجا جاتا ہے۔

پتہ:۔ عزیز الرحمن ایم قادر بخش انجینئر قادیان ضلع گورداسپور

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام قاسم علی پرنٹر و پبلشر و پروپرائیٹر چھپکر فاروق منزل سے شائع ہوا)